132983 - عقد نكاح ميں بےنماز كى گواہى كا حكم

سوال

ميرا عقد نكاح ہوا تو اس نكاح كا ايك گواہ تارك نماز تھا بلكہ بعض اوقات تو وہ نماز جمعہ بھى ادا نہيں كرتا، اسى طرح مجھے علم نہيں كہ آيا ميرى بيوى كا والد بھى نماز ادا كرتا ہے يا نہيں، ليكن وہ نماز جمعہ ادا كرتا اور روزے ركھتا ہے اور عقد نكاح ميں ولى بھى وہى تھا، كيا يہ نكاح صحيح ہے، اور كيا ميں اپنے سسر سے نماز كے بارہ ميں دريافت كروں يا نہ ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نكاح صحيح ہونے كے ليے دو عادل مسلمان گواہوں كا ہونا شرط ہے؛ كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" ولى اور دو عادل گواہوں كے بغير نكاح نہيں ہوتا "

اسے امام بيہقى نے عمران اور عائشہ رضى اللہ تعالى عنہما سے روايت كيا اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح الجامع حديث نمبر (7557) ميں صحيح قرار ديا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" دو مسلمان گواہوں كے بغير نكاح نہيں ہوتا، چاہے خاوند اور بيوى دونوں مسلمان ہوں، يا پھر خاوند اكيلا مسلمان ہو امام احمد نے يہى بيان كيا ہے، اور امام شافعى كا بھى ايك قول ہے..... كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" ولى اور دو عادل گواہوں كے بغير نكاح نہيں ہوتا " انتہى

دیکھیں: المغنی (7 / 7) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ.

دوم:

نماز كی فرضيت كا اقرار كرتے ہوئے نماز ترك كرنے والا شخص جمہور فقہاء احناف شافعی اور مالكی حضرات كے مسلك میں فاسق ہے، اور امام احمد اور جمہور سلف صحابہ اور تابعين كے مسلك میں كافر ہے، اور دلائل بھی اسی قول پر دلالت كرتے ہیں.

اس كی مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (5208) اور (83165) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

اس بنا پر نكاح ميں اس كی گواہی صحيح نہيں كيونكہ وہ عادل نہيں ہے چاہے اسے كافر قرار ديا جائے يا فاسق وہ عادل نہيں ہے.

شيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال كيا گيا:

دين كا التزام كرنے اور نماز پنجگانہ كے پابند شخص نے ايك مسلمان عورت سے شادى كی اور عقد نكاح ميں ايك گواہ ايسا بھی تھا جو نماز ادا نہيں كرتا، اور ہو سكتا ہے كبيرہ گناہ مثلا شراب نوشی كا بھی مرتكب ہو، تو كيا اس طرح كی حالت ميں شرعی طور پر يہ نكاح صحيح ہے ؟

يہ علم ميں رہے كہ عقد نكاح كے وقت بہت سارے نماز افراد موجود تھے اور انہوں نے عقد نكاح ہوتے ہوئے خود ديكھا ہے تو خاوند اور بيوى كے مابين اس نكاح كا حكم كيا ہوگا، اور كيا انہيں دوبارہ نكاح لكھانا ہوگا ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" جب عقد نكاح ميں ولی كے ايجاب يعنی ميں نے تجھ سے اپنی بيٹی كی شادى كی اور خاوند كے قبول كرنے كے وقت صرف دو گواہوں كے علاوہ كوئی اور نہ ہو اور ان گواہوں ميں ايك نماز ادا نہيں كرتا تو پھر عقد نكاح دوبارہ كرنا ہوگا؛ كيونكہ وہ گواہ عادل نہيں ہے؛ اس ليے كہ عقد نكاح ميں ولی كے ساتھ دو عادل گواہ ہونا ضرورى ہے.

اس ليے عقد نكاح كے وقت ولی نے كہا ميں نے تجھ سے اپنی بيٹی كی شادى اور خاوند نے اسے قبول كيا تو صرف دو گواہ موجود تھے جن ميں ايك فاجر جس فجور معروف ہو يا كوئی گواہ كافر مثلا نماز ادا نہ كرتا ہو تو پھر نكاح كی تجديد ہو گی " انتہی

ديكهيں: مجموع فتاوى الشيخ ابن باز (20 / 45).

اور شيخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے دريافت كيا گيا:

ايك شخص نے شادى كرنا چاہى اور جب عقد نكاح كا وقت ہوا تو دو گواہ لائے گئے ليكن پتہ چلا كہ ان ميں سے ايك شخص تو نماز ادا نہيں كرتا تو اس نكاح كا حكم كيا ہو گا ؟

شيخ كا جواب تھا:

" يہ عقد نكاح صحيح نہيں؛ كيونكہ جو نماز ادا نہيں كرتا اس كى گواہى صحيح نہيں ہے، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" ولى اور دو عادل گواہوں كے بغير نكاح نہيں ہوتا "

اس ليےگواہ كا عادل ہونا شرط ہے، اور جو نماز ادا نہيں كرتا وہ عادل نہيں، اور نہ ہى مسلمان ہے اس ليے اس كى گواہى صحيح نہيں ہو گى " انتہى

ماخوذ از: شيخ صالح الفوزان كى ويب سائٹ.

سوم:

جب نكاح كا اعلان ہو گيا اور لوگوں كو اس نكاح كا علم ہو چكا تو اكثر اہل علم كے ہاں يہ خاص گواہى كے حصول سے مستغنى ہو جائيگا.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" بعض علماء كا كہنا ہے: شرط يہ ہے كہ يا تو گواہ ہوں يا پھر اعلان ہو، يعنى نكاح كا اظہار اور وضاحت كى جائے، اور جب اعلان كر ديا جائے تو يہ كافى ہے؛ كيونكہ يہ چيز نكاح مشہور ہونے ميں بالغ حيثيت ركھتا ہے، اور زنا سے مشتبہ ہونے سے بھى امن ميں زيادہ بليغ ہے؛ كيونكہ اس ميں گواہ كا نہ ہونا ممنوع ہے، اس ليے كہ ہو سكتا ہے كوئى شخص كسى عورت سے زنا كر كے بعد ميں دعوى كر دے كہ اس نے اس سے شادى كى تھى حالانكہ حقيقت ميں ايسا نہيں تھا.

اس لیے اس سبب کی بنا پر نکاح میں گواہی کی شرط ضروری ہے، لیکن جب نکاح کا اعلان ہو اور لوگوں میں اس نکاح کی شہرت ہو جائے تو یہ ممانعت بالاولی ختم ہو جائیگی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی اختیار یہی ہے.

بلکہ ان کا کہنا ہے: نکاح کا اعلان کیے بغیر گواہوں کا موجود ہونے سے نکاح صحیح ہونا محل نظر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا اعلان کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ہے:

" نکاح کا اعلان کرو "

اور اس لیے بھی کہ خفیہ نکاح سے فساد اور خرابی کا خدشہ ہے، اگرچہ وہ گواہوں کی موجودگی میں ہو کیونکہ کوئی ایك ایسا کر سکتا ہے کہ زنا کرے اور پھر کہے میں نے تو اس عورت سے شادی کی تھی اور اس پر دو جھوٹے گواہ بھی پیش کر دے اللہ اس سے محفوظ رکھے "

پھر کہتے ہیں:

چار حالات ہیں:

پہلی حالت:

نکاح میں گواہ بھی ہوں اور اس کا اعلان بھی کیا جائے، اس نکاح کے صحیح ہونے میں کوئی شك و شبہ نہیں، اور نہ ہی کوئی اس کو غیر صحیح کہتا ہے.

دوسری حالت:

گواہ تو ہوں لیکن اعلان نہ کیا جائے، اس نکاح کے صحیح ہونے میں نظر ہے؛ کیونکہ یہ حکم " نکاح کا اعلان کرو " کے مخالف ہے.

تیسری حالت:

نکاح کا اعلان ہو لیکن گواہ نہ ہوں، تو راجح قول کے مطابق یہ نکاح جائز اور صحیح ہے.

چوتھی حالت:

نہ تو گواہ ہوں اور نہ ہی اعلان، تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں گواہ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی اعلان نکاح پایا جاتا ہے" انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 95).

مزید تفصیل اور معلومات کے لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب " الاختیارات الفقهية (177) کا مطالعہ کریں.

اس قول کی بنا پر اگر تو نکاح کا اعلان اور شہرت ہوئی ہے تو نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ ان شاء اللہ اعلان نکاح کافی ہے، لیکن اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ گواہی نکاح فارم پر دستخط کرنے والوں پر ہی منحصر نہیں، بلکہ جو شخص عقد نکاح کے وقت حاضر و موجود تھا مثلا نکاح رجسٹرار یا قریبی رشتہ دار مثلا آپ کا والد وغیرہ تو وہ بھی اس نکاح کا گواہ ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ گواہی کے لائق تھا.

شافعیہ کے مسلك میں اور امام احمد کےایك قول کے مطابق خاوند کے والد کی گواہی صحیح ہے "

دیکھیں: حاشیہ البجیرمی (3 / 396) اور الانصاف (8 / 105).

مزید فائدہ کے لیے سوال نمبر (124678) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:

مسلمان کے بارہ میں حتی الامکان حسن ظن کا مظاہرہ کرنا چاہیے، اسے سلامتی پر محمول کرنا چاہیے، آپ نے بیان کیا ہے کہ لڑکی کا والد جمعہ کی ادائیگی کرتا ہے اور روزے بھی رکھتا ہے اور آپ کو یہ علم نہیں کہ وہ نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے یا نہیں، اگر تو آپ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں جس سے یہ علم ہو کہ وہ نماز ادا نہیں کرتا تو اصل میں نمازی ہے، تو اس طرح اس کا نکاح میں ولی بننا صحیح ہے، اور آپ کو اس کی نماز کے متعلق دریافت نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی آپ کے لائق ہے کہ ایسا کریں؛ کیونکہ اس میں سوء ظن اور آپس میں بغض و عداوت پیدا کرنا ہے.

واللہ اعلم .